بیان الحکمہ
تحقیقی مجلہ-6
http://bayan-ul-hikmah.salu.edu.pk

بیان الحکمہ [تحقیقی مجلّہ]
(2020ء)

Unity among Muslims

(Meaning, Need, Possibilities)

*Dr. Jabir Hussain

**Dr. Shabbir Hussain

Abstract: Islam came with the message of unity, but at this time Muslim community is unconsciously serving the enemies of Islam because of some disputed secondary issues.In this world the only way to develop the society, community and country is mutual understanding and living peacefully. It is a fact that Muslims have a greater number of commonalities than their controversial beliefs. To promote Muslim unity, we need to promote and preach common beliefs more and more in the society.The article is focused and aimed to bring forth the importance and possibilities of Muslim Unity.

کلیدی الفاظ: وحدتِ مسلمین، مفہومِ اتحاد،اتحاد کی ضرورت، امکانات

*Islamabad Model College for Boys.F-10/4
**Mohi-ud-Din Islamic University, Kashmir

اتحاد بینَ المسلمین

(مفہوم،ضرورت،امکانات)

مفہوم،اہمیت،ضرورت:

رسالت مآب کی حیاتِ اقدس تک متذکرہ بالا بنیادوں پر اس فوعیت کی بظاہر کوئی گروہ بندی نہیں تھی۔ آپؐ کی حیات کے بعد قرآن مجید کو متفقہ طور پر آخری آسمانی کتاب ماننے ،رسالت مآبؐ کو خاتم النبیین ماننے، قرآنی آیات اور احادیثِ نبوی کو متفقہ طور پر بنیادی اسلامی مآخذ ماننے اور امتِ مسلمہ کی قیادت کے معاملے میں رسولِ گرامیؐ کے مجمل و واضح ارشادات و احکامات موجود ہونے کے باوجود مسلمان متعدد فقہی،اصولی،اعتقادی اور مسلکی گروہوں میں تقسیم ہو گئے یا کیے گئے۔ مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ مسلم امہ کے "جسمِ واحد" کی مانند ہونے کا تصور نہ صرف کمزور ہوتا گیا بلکہ موجودہ زمانے میں تو ناپید ہونے کی حد تک پہنچ گیا ہے۔ انتہائی حیرت انگیز بات یہ ہے رسالت مآبؐ اور قرآن مجید میں باہمی اتفاق و اتحاد اور برداشت و استقامت کے معاملے میں مختلف اسالیبِ بیان میں

جتنی تاکید کی ہے موجودہ زمانے میں مسلمان مختلف مکاتبِ فکر میں اتنی ہی تیزی سے باہمی دوریوں کو ہوا مل رہی ہے یا ہوا دی جا رہی ہے۔

اس ضمن میں بطورِ مثال قرآن مجید کی درج ذیل واضح آیات ملاحظہ کیجیے:

وَاعْتَصِمُواْ بِحَبْلِ اللّهِ جَمِيعًا وَلاَ تَفَرَّقُواْ [1]

ترجمہ: اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں گروہوں میں نہ بٹو۔

اطیعو االلہ و اطیعواالرسول --- ولا تنازعوا فتفشلوا و تذهب ریحکم [2]

ترجمہ: اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔۔۔اور آپس میں نہ لڑا جھگڑا کرو کہ تمھاری ہوا اُکھڑ جائے گی۔

انما المئومنون اخوۃ۔[3]

ترجمہ: یقینا ایمان لانے والے آپس میں بھائی ہیں۔

ولا تکونوا کالذین تفرّقوا واختلفوا من بعد ما جاءتهم البینت۔۔[4]

ترجمہ: تم اُن لوگوں کی طرح نہ بنو جو آپس میں گروہوں میں تقسیم ہو گئے اور واضح نشانیاں آنے کے بعد بھی آپس میں ایک دوسرے سے اختلاف کرتے رہے۔

امت اسلامیہ کی تشکیل و ترقی کے لیے مسلمانوں کے باہمی اتفاق و اتحاد کی اہمیت اجاگر کرنے ولی ان قرآنی آیات کے مفہوم کو حکیم الامت، شاعر مشرق علامہ محمد اقبالؒ نے بھی اپنے دردِ دل کے طور پر شعری پیرایے میں یوں بیان کر دیا ہے۔

منفعت ایک ہے اس قوم کی، نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی، دین بھی ایمان بھی ایک
حرمِ پاک بھی قرآن بھی اللہ بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں، اور کہیں ذاتیں ہیں
کیازمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں؟؟[5]

حضرت شاہ ولی اللہ محدثِ دہلوی نے لکھا ہے:

اسلام وحدت کا پیغام لے کر آیا تھا مگر اس وقت جہل و تعصب کے ہاتھوں میں پڑ کر وہ اختلاف و نزاع کی خدمت

سر انجام دے رہا ہے۔ مذہب کے چند جزوی مسائل نے باہمی ہنگامہ آرائیوں کا جو طوفانِ عظیم برپا کر رکھا ہے ان کی حقیقت پر جب میں نے پوری طرح غور کیا تو یہ پایا کہ ہر گروہ حق و اعتدال کے مرکز سے کچھ نہ کچھ ہٹا ہوا ہے اور بے جا تعصب اور غلو سے کام لے رہا ہے۔ ہر ایک اتّباعِ حق کا مدعی ہے مگر سچائی کی اخلاص طلب شاہراہ پر چلنے کے بجائے جذبات کی لہروں میں بہہ رہا ہے۔[6]

مسلمانوں کے درمیان اتحاد سے مراد کیا ہے؟ کیا اتحاد بین المسلمین کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنا مسلک یا مذہب چھوڑ کر دوسرے مسلک یا مذہب کی پیروی کرے؟ اگر ایسا نہیں ہے تو آخر اتحاد بین المسلمین کا مطلب کیا ہے اور یہ کیسے ممکن ہے؟

ان تمام سوالات کے جوابات کا دار و مدار اتحاد بین المسلمین کے بنیادی ترین مفہوم پر ہے۔ اس سلسلے میں ہمسایہ اسلامی ملک ایران کے سپریم لیڈر، داعی اتحاد بین المسلمین، رہبر معظم حضرت آیت اللہ سید علی الحسینی خامنہ ای نے واشگاف الفاظ میں متعدد بار اس نکتے کی وضاحت یوں کی ہے:

"امتِ مسلمہ کی وحدت سے کیا مراد ہے؟ کیا اس سے یہ مراد ہے کہ مسلمانوں کا کوئی فرقہ اپنے مذہب کو چھوڑ کر دوسرے مذہب یا عقائد کی جانب راغب ہو کر ان پر عمل پیرا ہو جائے؟؟ نہیں۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں۔ جب ہم اتفاق و اتحاد کی دعوت دیتے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ مسلمانوں کا کوئی فرقہ چاہے وہ اہلِ تشیع ہوں یا اہلِ تسنن یا

بیان الحکمہ [تحقیقی مجلّہ]

ان کے ذیلی فرقے اپنے عقیدے کو ترک کر دیں اور کسی تیسرے عقیدے یا مذہب کے معتقد ہو جائیں۔ یہ نکتہ ہر کسی کی اپنی تحقیق و جستجو اور مطالعے سے وابستہ ہے اور بندے اور رب کے مابین کا معاملہ ہے"۔[7]

بنیادی ترین مشترکات کے باوجود ایک دوسرے سے دوری اختیار کیے رہنا، ایک دوسرے کو برا بھلا کہنا، ایک دوسرے کے مقدسات کی اہانت کرنا اور ایک دوسرے کی عبادات اور اجتماعات کو غیر اسلامی قرار دیتے ہوئے دوریوں کو بڑھادینا سبھی ایسے امور و افعال ہیں جن سے امتِ مسلمہ کو نہ صرف کوئی فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ سازشی عناصر اور اغیار کو اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل میں ضرور مدد ملتی ہے۔ باہمی دشمنی اور بدگوئی سے سب سے زیادہ نقصان امتِ مسلمہ ہی کا ہوتا ہے۔ کسی بات یا کسی مسئلے میں فہم و نظریے کا اختلاف ہونا کوئی اَن ہونی یا غیر فطری بات نہیں۔ رسالت مآبؐ کے بعد مذہبی مسائل میں اختلافِ نظر تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنھم کے درمیان بھی ہوتا تھا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اجتہاد اور پھر اس کے نتیجے میں اختلافِ نظر کا آغاز ہی صحابہ کرام سے ہوا۔ صحابہ کرام کے بعد یہ اختلافِ نظر وراثتاً تابعین تک اور پھر تبع تابعین تک پہنچا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے الفاظ میں اس کی وضاحت ملاحظہ کیجیے:

عہدِ رسالت کے بعد حضرات صحابہ (رضی اللہ عنھم) مختلف اطراف و ممالک میں پھیل گئے اور ان میں سے ہر ایک الگ الگ علاقے میں عوام کا راہنما بن گیا۔ اب ان

کے سامنے زندگی کے بے شمار واقعات اور مسائل پیش ہونے شروع ہوئے جن میں ان سے فتوے پوچھے جاتے۔ ہر صحابی اپنی منصوص معلومات یا اپنے استنباط کے مطابق ان کے جوابات دیتا اور اگر اس کو اپنی معلومات و استنباط میں کوئی چیز ایسی نہ ملتی جس سے وہ مسئلے کا جواب دے سکتا تو اپنی رائے سے اجتہاد کرتا اور اس علت کو معلوم کرتا جس پر رسول اللہؐ نے اپنے منصوص احکام کی بنیاد رکھی تھی پھر جس مقام پر وہ علت نظر آتی وہاں وہی حکم لگا دیتا۔ اب یہاں سے ان کے درمیان اختلاف کا آغاز ہوتا ہے جس کی مختلف بنیادیں ہوتی تھیں۔ پہلی بنیاد یہ تھی کہ بعض صحابہ کو کسی امر کے متعلق رسول اللہؐ کا حکم و ارشاد معلوم تھا لیکن دوسرے اس سے نابلد تھے اس لیے انھوں نے مجبوراً اپنے اجتہاد سے کام لیا۔[8]

اس طرح صحابہ کرام کے مذہب مختلف ہو گئے پھر یہی اختلاف تابعین تک پہنچے۔ ہر تابعی کو جو کچھ مل سکا اسی کو اپنا لیا اور آنحضرت کی جو حدیثیں اور صحابہ کے جو مزاھب اس نے سنے ان کو محفوظ اور ذہن نشین کر لیا۔[9]

یہاں سے یہ بات تو واضح ہو گئی کہ دینی مسائل میں اختلافی نظریہ رکھنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ دوسرے فریق یا دوسرے اہلِ نظر کو برا بھلا کہا جائے یا اس سے لڑائی جھگڑا کیا جائے یا اس سے میل جول ترک کیا جائے۔ موجودہ دور میں اختلافِ نظر کے اسباب صحابہ کرام کے دور سے کہیں زیادہ ہیں لہذا ایسے میں مشترکات کی تلاش اور اتحاد بین المسلمین کی ضرورت و اہمیت کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔ تمام تر اختلافات اور اپنے معتقدات پر

قائم رہتے ہوئے ہوئے بھی باہم مل بیٹھا جا سکتا ہے۔ آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے باہمی دشمنی اور جنگ و جدل سے باز رہنے کی تاکید کرتے ہوئے اتحاد بین المسلمین کا مظاہرہ کرنے کو مسلمانوں کی کامیابی کا عظیم ذریعہ قرار دیا ہے۔

ہم صرف یہ کہتے ہیں کہ اے مسلمانو! دنیا میں تم جہاں کہیں بھی ہو، اگر ایک دوسرے سے دشمنی نہ کرو، باہم جنگ و جدل سے باز رہو اور اپنے دوستوں دشمنوں کو پہچاننے لگو تو تمھاری زندگی کی موجودہ حالت بدل جائے گی۔ آج تم بکھرے ہوئے ہو، ضعف و پسماندگی کا شکار ہو، زیادہ تر اسلامی ممالک غریب، پس ماندہ، دوسروں سے وابستہ اور ان کے غلام ہیں۔ اگر آپ ایک ہو جائیں، آپس کے جھگڑے ختم کر دیں، اور اپنے اتحاد سے جو کہ ایک عظیم طاقت ہے، اپنی دینی و دنیاوی فلاح و بہبود کے کام انجام دیں اور اسے ایک دوسرے کے خلاف استعمال کرنے سے گریز کریں تو آپ کے دشمنوں کے ناپاک مقاصد کبھی پورے نہ ہوں گے۔[10]

اختلافات کو ذریعہ فساد یا ذریعہ جنگ و جدل بنانا دراصل کسی استعماری طاقت کی حمایت و مدد کرنے کے مترادف ہے۔ کسی سے نظریاتی اختلاف کرنا قبیح نہیں مگر اختلاف کی بنیاد پر دشمنی، لڑائی جھگڑے اور خانہ جنگی کو ہوا دینا نہایت ہی نقصاندہ کام ہے۔

ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ کسی فرقے کے نمائندے منبر پر آ کر استدلال نہ کریں اور اپنے عقیدے کو ثابت نہ کریں۔ اپنے عقیدے کو ثابت کرنا ایک بات ہے اور بڑی طاقتوں

کے اشارے پر یا ان کے ساتھ مل کر اپنے ہی مسلمان بھائیوں سے دشمنی کرنا اور خانہ جنگی کو ہوا دینا دوسری بات۔[11]

وحدت سے مراد یہ نہیں کہ مختلف فرقوں سے تعلق رکھنے والے اپنے اپنے مذاہب سے دستبردار ہو کر کسی دوسرے مذہب کے پیروکار بن جائیں۔ وحدت سے مراد یہ بھی نہیں ہے کہ مسلمانوں کے اندر موجود مشترکات کو ملا کر ایک نیا مذہب وجود میں آئے اور سب اس کے پیروکار بنیں۔ وحدتِ اسلامی سے یہ بھی مراد نہیں ہے کہ تمام مذاہب کی نفی کر کے بِلا مذہب، اسلام کی ترویج کی جائے۔ وحدت اسلامی کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ موجودہ مذاہب میں سے کسی ایک مذہب پر اتفاق کیا جائے۔ یہ بھی وحدت سے ہر گز مراد نہیں کہ وحدت کی خاطر اپنے اپنے مذہبی اصولوں کو چھوڑ کر دوسروں کے قریب ہو جائیں۔ وحدتِ اسلامی اس چیز کا نام بھی نہیں ہے کہ کسی ایک شخصیت، گروہ، حزب یا پارٹی کی چھتری کے نیچے سب جمع ہو جائیں۔ وحدتِ سے یہ بھی ہر گز مراد نہیں کہ اپنے معتقدات دوسروں پر ٹھونسیں اور انھیں اپنے مذہب کا زبردستی پیرو بنائیں۔[12]

وحدت شیعہ کو سنّی یا سنّی کو شیعہ کرنے کا نام نہیں بلکہ وحدت کا مطلب یہ ہے کہ جس کا جو عقیدہ ہے اور اس کی درستی پر اس کے پاس دلیل و برہان موجود ہے وہ اسی پر کاربند رہے اور کاربند رہتے ہوئے دوسرے مسلمین کے ساتھ مشترکات میں مل بیٹھے۔[13]

امکانات:

یہ بات انتہائی اہم ہے کہ مسلمان فرقوں کے درمیان بنیادی طور پر مشترکات اور نقطہ ہائے اتفاق کی تعداد، امکانات و احکامات زیادہ اور بنیادی نوعیت کے جب کہ اختلافات بہت کم اور زیادہ تر فروعی نوعیت کے ہیں۔

”قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ مشترکہ نکات کی تعداد جو بنیادی حیثیت کے حامل ہیں، اختلافی نکات سے کہیں زیادہ ہے۔ یعنی تمام مسلمان ایک خدا، ایک خانہ کعبہ، ایک پیغمبرِ اسلامؐ اور احکام نماز، روزہ، زکواۃ وحج کے معتقد ہیں۔

آپ ایسے دو مسلمان تلاش نہیں کر سکیں گے جو فجر کے وقت نماز کی ادائیگی کے لیے نہیں اٹھیں گے مگر یہ کہ اپنی شرعی زمداری پر عمل نہ کرنا چاہتے ہوں۔ تمام مسلمان یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ فجر، ظہر، عصر، مغرب و عشاء کی نمازوں کی ادائیگی ہونی چاہیے اور مستحب ہے کہ آدھی رات کو نماز تہجد ادا کی جائے۔ سب مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ نماز قبلہ رخ ہو کر ادا کرنی چاہیے اور قرآن کی زبان یعنی عربی میں نماز ادا کی جائے اور دنیا کے تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ جب رمضان آئے اور اس کا پہلا دن معین ہو جائے تو روزہ رکھیں الّا یہ کہ کوئی شخص یہ نہ چاہے کہ وہ اپنی شرعی ذمداری ادا کرے۔ یہی نہیں تمام مسلمانانِ عالم، دینِ اسلام کے جملہ احکامات اور ان سے متعلق امور میں بھی یکساں اعتقاد رکھتے ہیں۔[14]

افغانستان کے معروف مذہبی رہنما آیت اللہ آصف محسنی نے اپنے ایک نہایت قیمتی (کئی مستقل کتابوں پر بھاری) کتابچے "اتحادِ امت" میں ایک جگہ بالکل بجا لکھا ہے:

"یہ واضح حقیقت ہے کہ دین کے اہم اصولوں، اسلامی ارکان یہاں تک کہ اسلامی معارف کے بیشتر حصوں،

مکمل قرآن مجید، سنت نبویؐ اور اصولِ فقہ کے بیشتر حصوں کے بارے میں شیعہ و سنی مذاہب کے نظریات

مشترک اور یکساں ہیں"[15]

"شیعہ سنی میں نوّے [۹۰] فیصد مشترکات موجود ہیں۔ یہ بات اسلامی مذاہب کے مطالعے کے بعد درج کر رہا

ہوں اور نوے [۹۰] فیصد بھی محتاط اندازہ کر رہا ہوں ورنہ مشترکات اس سے بھی زیادہ ہیں اور اختلاف بھی ایسا

نہیں کہ جو تفرقہ، دشمنی، کدورت و دوری کی شکل اختیار کرے"[16]

آیت اللہ آصف محسنی نے اپنے ایک نہایت ہی گراں قدر کتابچے "اتحادِ امت" میں شیعہ سنی بنیادی ترین مشترک اعتقادات و احکامات کی جو طویل فہرست دی ہے اسے ملاحظہ کیجیے:

۱: خداوند جل جلالہ کا کوئی شریک نہیں۔ پورا جہاں اسی کی مخلوق ہے اور وہی مخلوقات کا مدبر ہے۔

۲: وہ عالِم، قادر، حی، مرید، مدرِک، ازلی، ابدی، متکلم اور صادق ہے۔ اس کے بہت سارے اسماء و اوصاف ہیں جو قرآن کریم اور احادیث میں مذکور ہیں۔

۳: اللہ تعالی کسی مخلوق پر ظلم نہیں کرتا اور وہ ارحم الراحمین ہے۔

۴: خداوند متعال جسم اور جسمانیات سے منزہ ہے [بعض اہل سنت خدا کی جسمانیت کے قائل ہیں]۔

۵: خداوند متعال مرکب نہیں۔ وہ کسی دوسرے موجود کا محتاج نہیں۔

۶: قرآن، کتابُ اللہ ہے اور کسی قسم کا کوئی اضافہ اس میں نہیں ہوا۔ جو احادیث شیعوں اور سنّیوں کی طرف سے نقل ہوئی ہیں اور نقص پر دلالت کرتی ہیں انھیں دونوں طرف کے جید عالموں اور دانشمندوں نے رد کر دیا ہے۔ اگرچہ اہل سنت کی صحاح میں دو سورتوں کی کمی کا ذکر ملتا ہے لیکن اسے کسی نے قابلِ اعتبار نہیں سمجھا۔

۷: تمام انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ پر شیعہ سنّی دونوں کا اعتقاد اور ایمان ہے۔

۸: قرآن کریم اور سنت نبوی پر عمل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

۹: معاد جسمانی اور مرنے کے بعد زندہ ہونے، عالم برزخ، حساب و کتاب اور احادیثِ معتبرہ میں مذکور باتوں کو دونوں فرقے قبول اور تسلیم کرتے ہیں۔

۱۰: دونوں فرقے جنت اور جہنم کے قائل ہیں۔

۱۱: کفار دوزخ میں اور مومنین بہشت میں دائمی زندگی پائیں گے۔

۱۲: عبادت صرف اللہ تعالی کے لیے ہے جو سارے جہان کا مالک ہے۔ غیر اللہ کی عبادت شرک ہے اور جو بھی انبیاء علیھم السلام اور اولیاء کی عبادت کرتا ہے وہ دین اسلام سے خارج ہے۔

۱۳: اللہ کی ذات قابلِ ادراک اور قابلِ احاطہ نہیں ہے۔

۱۴: خداوند محلِ حوادث نہیں اور نہ کسی مخلوق سے متحد ہو سکتا ہے اور نہ ہی کسی موجود میں حلول کر سکتا ہے۔

۱۵: عرش، کرسی، لوح محفوظ سب کے سب برحق ہیں۔ ان کے کیا معنی ہیں خدا بہتر جانتا ہے۔

۱۶: ساری کتابیں اور صحیفے جو مِن جانبِ اللہ گزشتہ انبیاء علیھم السلام پر نازل ہوئے ہیں، برحق ہیں۔

۱۷: خاتم المرسلینؐ کا معراج برحق اور ثابت ہے۔

۱۸: حضرت خاتم الانبیاء صل اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شفاعت برحق ہے۔

۱۹: ہمارے پیغمبر صل اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بعد کوئی پیغمبر نہیں آئے گا اور دینِ اسلام قیامت تک باقی رہے گا۔

۲۰: آنحضرت صل اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا قول، فعل اور تقریر حجت ہیں۔

۲۱: آنحضرت صل اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی حلال کردہ چیزیں قیامت تک حلال ہیں اور ان کے حرام کردہ امور تا قیامت حرام ہیں اور زمانے کی تبدیلی اسلام کے ثابت اور غیر متغیر احکام میں کسی تبدیلی کا باعث نہیں ہے۔

۲۲: مسلمانوں کی جان و مال اور ان کی ناموس محترم ہیں اور مومنین آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

۲۳: انبیاء علیھم السلام اور اولیاؒ کے معجزات اور کرامات برحق ہیں۔

۲۴: تمام جانداروں کی حیات و ممات اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں کو رزق دینے والا ہے۔

۲۵: ہر مکلف پر ۲۴ گھنٹے میں سترہ [۱۷] رکعت نمازیں واجب اور فرضِ عین ہیں۔ دو رکعات صبح کی، چار رکعات ظہر کی، چار رکعات عصر کی، تین مغرب کی اور چار رکعات عشاء کی۔

۲۶: [نمازِ پنجگانہ کے علاوہ] کچھ اور نمازیں بھی جیسے نماز میت و طواف وغیرہ واجب ہیں۔

۲۷: خانہ کعبہ تمام مسلمانوں کی نماز کے لیے قبلہ ہے اور حیوانوں کے ذبح کے لیے کعبے کی طرف رخ کرنا چاہیے۔

۲۸: ماہ مبارک رمضان میں ہر مکلف پر روزہ رکھنا واجب ہے لیکن مریض، مسافر، حائض اور نفاس والی عورت پر واجب نہیں ہے بلکہ وہ ماہ مبارک رمضان کے بعد اس کی قضا کریں گی۔

۲۹: زکواۃِ مال اور زکواۃِ فطرہ واجب ہے۔

۳۰: ہر مستطیع پر حجِ بیت اللہ واجب ہے۔

۳۱: غنائم اور دیگر اشیاء پر خمس واجب ہے یعنی اس کا پانچواں حصہ مستحقین کو دینا واجب ہے۔

۳۲: دین کی ترویج اور دفاع کے لیے جہاد واجب ہے۔

۳۳: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے۔

۳۴: شراب پینا، سور کا گوشت کھانا، مردار کھانا اور خون پینا حرام ہے۔

۳۵: غیبت، ظلم، افتراء، غصب، مسلمانوں کو نقصان پہنچانا، اذیت دینا، مسلمانوں کو قتل کرنا سب حرام کام ہیں۔

۳۶: زنا، لواطت، مساحقہ اور ان کے بعض مقدمات حرام ہیں۔

۳۷: حالتِ حیض و نفاس میں بیوی سے جماع کرنا حرام ہے۔

۳۸: [عورت پر] نامحرم سے حجاب کرنا واجب ہے۔

۳۹: محارم سے نکاح کرنا حرام ہے اور ہر وہ جس سے نکاح کو قرآن و سنت نے حرام قرار دیا ہے اس سے نکاح کرنا حرام ہے۔

۴۰: شرعی کاروبار [معاملات، خرید و فروخت، اجارہ، مضاربہ وغیرہ] جن کا ذکر علمِ فقہ میں ہوا ہے، صحیح ہیں۔

۴۱: معاملات میں سُود اور عبادات میں دکھاوا حرام ہے۔

۴۲: حدود و قصاص کا اجراء لازم ہے۔[17]

اتنے زیادہ بنیادی اعتقادات و احکامات میں مسلمانوں کے درمیان مشترک ہونے کے باوجود ان سے نظریں چرا کر محض اختلافی مسائل کو اچھالنا یا انہی میں اٹک کر مسلمان معاشرے و ملک اور اپنے پیارے وطن کی ترقی میں رکاوٹ ڈالنے کا کوئی عقلی، مذہبی جواز موجود نہیں۔

وحدتِ امت کو باقی رکھنا اور قوی تر بنانا ایک اہم فریضہ ہے۔ پھر ہم محض اختلافی چیزوں کو دیکھنے کی بجائے اُن متفق علیہ باتوں کو کیوں نہ دیکھیں جو ہمیں ایک دوسرے کے قریب تر کر دیں اور باہمی محبت و خلوص میں اضافہ کریں؟[18]

ہماری ساری امتِ مسلمہ سے یہ اپیل ہے کہ ایک دوسرے کا احترام کریں اور ایک دوسرے کے عقائد اور مقدسات کا احترام کریں۔ اگر کوئی اپنے عقیدے کے بہانے سے کسی دوسرے کے مقدسات کی توہین کرنا چاہے تو ہماری نظر میں اس کا کوئی جواز نہیں۔[19]

شاعرِ مشرق کی عظیم نظم "طلوعِ اسلام" کے یہ اشعار اب بھی اپنی تعبیر کے لیے سرگرداں ہیں۔ نہ جانے وہ وقت کب آئے گا جب مسلمان بتانِ رنگ و نسل و فرقہ و مسلک سے آزاد ہو کر "امتِ واحدہ" بن جائیں اور جسمِ واحد کی عملی صورت اختیار کریں۔

بتانِ رنگ و خوں کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا نہ تورانی رہے باقی، نہ ایرانی نہ افغانی یہ ہندی وہ خراسانی، یہ افغانی وہ تورانی[20]

حوالہ جات

[1] القرآن: 103/3

[2] القرآن: 46/8

[3] القرآن: 10/49

[4] القرآن: 105/3

[5] علامہ محمد اقبال، ڈاکٹر، جوابِ شکوہ [نظم]، مشمولہ: کلیات اقبال [اردو]، الفیصل ناشران و تاجران، لاہور، س ن، ص ۱۵۷

[6] محدث دہلوی، شاہ ولی اللہؒ، الانصاف فی بیان سبب الاختلاف (اردو ترجمہ: مولانا صدر الدین اصلاحی)، ایڈیشن ۱۱، نوید حفیظ پریس لاہور، ص ۱۱۳

[7] آیت اللہ خامنہ ای، مسلمانوں کے درمیان اتحاد سے ہماری کیا مراد ہے؟ مطبوعہ: سہ ماہی پیغام آشنا، شمارہ ۳۲، جنوری تا مارچ ۲۰۰۸ء، ص ۲

[8] محدث دہلوی، شاہ ولی اللہؒ، اختلافی مسائل میں اعتدال کی راہ، مترجم: مولانا صدر الدین اصلاحی، ایڈیشن ۱۱، نوید حفیظ پریس لاہور، ص ۱۱۳

[9] ایضاً، ص ۲۲

[10] آیت اللہ خامنہ ای، مسلمانوں کے درمیان اتحاد سے ہماری کیا مراد ہے؟ [خطاب]، مطبوعہ: سہ ماہی پیغام آشنا، شمارہ ۳۲، جنوری تا مارچ ۲۰۰۸ء، ص ۳

[11] ایضاً، ص ۳

[12] سید جواد نقوی، مولانا، وحدتِ امت، ناشر: متاب پبلی کیشنز، اشاعت اول اگست ۲۰۱۳ء، ص ۲۶

[13] ایضاً، ص ۲۵

[14] آیت اللہ خامنہ ای، مسلمانوں کے درمیان اتحاد سے ہماری کیا مراد ہے؟ [خطاب]، مطبوعہ: سہ ماہی پیغام آشنا، شمارہ ۳۲، جنوری تا مارچ ۲۰۰۸ء، ص ۲

[15] محمد آصف محسنی، آیت اللہ، اتحادِ امت، ترجمہ: سید عباس موسوی، البلاغ المبین، اسلام آباد پاکستان، طبع دوم ۲۰۰۹ء، ص ۲۱

[16] سید جواد نقوی، مولانا، وحدتِ امت، ناشر: متاب پبلی کیشنز، اشاعت اول اگست ۲۰۱۳ء، ص ۲۶

[17] محمد آصف محسنی، آیت اللہ، اتحادِ امت، اردو ترجمہ: مولانا سید عباس موسوی، البلاغ المبین، اسلام آباد پاکستان، طبع دوم ۲۰۰۹ء، ص ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷

[18] مولانا محمد شاہ پھلواروی، مولانا، مجمع البحرین [یعنی سنّی اور شیعہ فرقوں کی متفق علیہ روایات]، ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ لاہور، طبع دوم، ۲۰۰۱ء، ص ۱۶

[19] آیت اللہ خامنہ ای، مسلمانوں کے درمیان اتحاد سے ہماری کیا مراد ہے؟ [خطاب]، مطبوعہ: سہ ماہی پیغام آشنا، شمارہ ۳۲، جنوری تا مارچ ۲۰۰۸ء، ص ۳)

[20] اقبال، علامہ، طلوعِ اسلام [نظم]، مشمولہ: کلیات اقبال [اردو]، ناشر: الفیصل ناشران و تاجران، لاہور، س ن، ص ۲۱۲